ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

ایک اختصاصی مطالعہ: عہد فاروقی کے معاہدات اور عصر حاضر میں اہمیت وافادیت

Hafiz Musharaf Bashir
Dr. Mazhar Hussain Bhadroo
Dr. Muhammad Shahid Habib
MPhil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK at- musharafbashir20@gmail.com
Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK at- mazharhussainbhadroo@gmail.com
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK at-shahid.habib@kfueit.edu.pk

Abstract

Islam teaches Muslims to be kind and tolerant towards non-Muslims, and it does not allow any individual to mistreat even a single person on the basis of differences in beliefs and opinions. The teachings of the Quran and Hadith provide basic guidance to build relationships on the basis of Islamic ethical considerations. The holy Prophet himself established excellent relations with non-Muslims in the fields of politics, society, and economy. Prophet Muhammad benefitted from non-Muslim scholars without any interference from religiously biased prejudice, and also after the holy Prophet, the Four pious caliphs built healthy relationships with non-Muslims' competent scholars with equal zest. Islam is the well-wisher of the world and teaches humanity to behave with love and affection without any impurities of ill-fated, chaotic, and destructive behaviors towards humanity because Islam is a perfect and complete code of life and works for the betterment of human kind. The lives of the companions of the Prophet Muhammad are beacons for our lives to nurture. Let us have the life of Omar Farooq, whose actions and acts reminded us of lessons of ascension for humans who got destroyed from guidance and destination. His life provides us with codes of conduct to remind us of the adjuration of ascension for humanity. Your luminous examples in decision-making, conquests, and justice provide solutions to every problem for man. That is why a brave new world demands a charter compiled on the teachings and decisions of the caliphate and non-Muslims' impassionate tutelage, which provides a pivotal point to discuss interdisciplinary and comparative religious problems to solve human problems and inculcate religious harmony to nurture and flourish human society.
Keywords: humanity, guidance, ascension, decision, religious

معاہدہ کا معنی و مفہوم

معاہدات سے مراد وہ قرارداد جو فریقین کے مابین ہو اور جس کی رو سے ہر فریق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اقرار کرے، باہمی عہد و پیمان، عہد نامہ، قول و قرار، تحریری عہد نامہ، معاہدے کی دستاویز، (قانون) وہ معاملہ جو قانوناً نافذ ہو سکتا ہو۔ انسانی سماج معاہدات کا مجموعہ ہے۔ قدم قدم پر انسان کسی دوسرے انسان کے ساتھ کسی نہ کسی معاہدے میں جڑا ہوا ہے۔ معاہدات تحریری ہوں، یا اجتماعی شعور کے تحت انسانوں کے درمیان معاہدات طے کرنے کی اقدار و اخلاق ہوں، انسان دونوں ہی کا پابند بنتا ہے۔ گھر کے نظام سے لے کر قومی اور بین الاقوامی نظام تک انسانی سماج میں معاہدات ہوتے ہیں تاکہ مختلف انسانوں کے درمیان پیدا ہونے والے تضادات اور اختلافات کا حل تلاش کیا جائے۔

انسانوں کے درمیان (سماجی) معاہدات

انتظامی نظم و نسق میں اہم اور بنیادی چیز انسانوں کے درمیان سماجی معاہدات ہیں۔ نظم و نسق اس کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتا، جب تک کہ کوئی سوشل کنٹیکٹ نہ ہو اور افراد کے درمیان معاملات طے کرنے کا کوئی معاہدہ وجود میں نہ آئے۔ کیوں کہ معاہدات ہی کی بنیاد پر معاملات اور مسائل حل ہوں گے۔

گویا معاہدات کی بنیادی روح یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اختلافات ختم ہو اور کسی بات پر متفق ہوں تا کہ انسانیت ترقی کرے۔ انسانوں میں عدل، امن، معاشی خوش حالی ہو۔ اسی لیے معاہدات امن کی ضمانت ہوتے ہیں، معاشی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ معاہدات کے نتیجے میں انسانی سوسائٹی میں رحم دلی، تعلقات اور باہمی پیار و محبت استوار ہوتا ہے۔ معاہدات کی روح؛ اختلافات اور جھگڑے نمٹانا ہے۔

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"ہماری فقہ کی کتابوں میں دین اسلام کی تعلیمات کا یہ بنیادی اُصول بیان کیا جاتا ہے کہ معاہدہ ایسا ہونا چاہیے کہ جس کے نتیجے میں جھگڑے نمٹیں۔ خاص طور پر خرید و فروخت کے معاملات میں یہ باتیں طے ہوں کہ بیچنے والا کیا چیز بیچ رہا ہے؟ کتنی مقدار میں بیچ رہا ہے؟ اور کس وقت دے گا؟ ابھی یا کچھ وقت ٹھہر کے۔ اس کی مکمل تعیین ضروری ہے اور اس کے بدلے میں جو خرید رہا ہے، وہ کیا چیز دے گا؟ چاندی کے سکے دے گا، سونے کے دے گا، یا بارٹر سسٹم کے تحت اَور کوئی جنس دے گا؟ اس کا بھی تعین ہونا ضروری ہے۔ اگر معاہدہ گول مول ہے، کچھ اتہ پتہ نہیں چل رہا، تو وہ "مفضی الی المنازعہ" یعنی جھگڑے کی طرف لے جانے والا ہے۔ وہ بیع فاسد ہے۔ کیوں کہ معاہدے کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر ایک فریق اس اختلاف اور جھگڑے کو ختم کر کے اپنے اپنے حقوق و فرائض کے تحت کام کرے۔"[i]

قانونی حیثیت

خرید و فروخت میں بھی یہی ہے اور معاہدۂ نکاح کا بھی یہی قانون ہے۔ اسی طرح ایک قومی سطح کے سیاسی اور سماجی معاہدے میں بھی یہ طے کرنا ضروری ہے کہ حکمران کے کیا فرائض ہوں گے اور عوام کے کیا فرائض ہوں گے؟ جو حکومت میں ہیں، جن کے پاس نظم و نسق ہے۔

انھوں نے کون کون سے کام کرنے ہیں؟ اور کون کون سے کام عوام نے کرنے ہیں؟ اجتماعیت کے بنیادی تقاضے کیا ہیں؟ پھر حکومت کا نظم و نسق کس پیٹرن پر چلے گا؟ کیا طریقہ کار ہو گا؟ انتظامی فیصلے کیسے ہوں گے؟ انتظامات پر عمل درآمد کے پروسیجرز کیا ہوں گے؟ پھر اس کو چیک کرنے کا عدالتی نظام کیا ہو گا؟ جب تک مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ، تینوں شعبے اور اُن کے مکمل قوانین اور ضابطے وجود میں نہ آئیں تو معاہدۂ عمرانی (social contact) نہیں کہلا سکتا۔ پھر اس کے ذیل میں جتنے بھی نیچے تک کے معاہدات ہیں، خرید و فروخت کے ہوں، لین دین کے ہوں، شادی بیاہ کے ہوں، دیگر اُمور سرانجام دینے کے ہوں، قومی ہوں، یا ایک ریاست اور قوم دوسری ریاستوں سے یا اقوام سے جو معاملات طے کرے گی، اس کے قوانین اور ضابطے کیا ہوں گے؟

پھر اقوام عالم مل کر بین الاقوامی سطح پر اپنے معاملات، خارجہ تعلقات کس طریقے سے سرانجام دیں گے؟ اس کے لیے بھی قوانین اور ضابطوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان تمام معاہدات کا بنیادی مقصد اور ہدف انسانوں میں وہ جو ایک فی ہزار اختلاف ہے، اس اختلاف کو حل کر کے وحدتِ انسانیت کے تقاضے کے مطابق انسانوں میں امن، عدل، خوش حالی اور ترقی کے لیے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔ کتابِ مقدس قرآن حکیم نے انسانی سماج کا اس نقطہ نظر سے تعارف کرایا ہے۔ معاہدات کے حوالے سے پورے قرآن حکیم میں سینکڑوں آیات میں گفتگو کی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ كَانَ عَهْدُ اللهِ مَسْئُوْلاً۔[ii]

اللہ تعالیٰ کے نام پر کیے گئے معاہدوں کے بارے میں پوچھا جائے۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

اور اگر معاہدات کی پاسداری نہ کی جائے تو معاشرے تباہی کے دھانے پر آتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ امن و آشتی سے خالی ہو جاتے ہیں اس کی مثال ماضی قریب کی درج ذیل ہیں:

معاہدات توڑنے کا سامراجی کردار

حضرت آزاد رائے پوریؒ نے مزید فرمایا:

"مسلمانوں نے دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں گیارہ سو سال تک معاہدات کی پاسداری کی اساس پر انسانیت میں عدل، امن اور معاشی خوش حالی کا نظام قائم کیا۔ جب سے یورپین انسانیت پر مسلط ہوئے ہیں اور اس بر عظیم پاک و ہند پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا قبضہ ہوا تو ہر معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی۔ ہر معاہدے میں دباؤ ڈال کر ایسا پریشر پیدا کیا گیا، جس کے ذریعے سے اختلافات حل ہونے کے بجائے اختلاف کی خلیج کو بڑھایا گیا۔ 1757ء کی جنگِ پلاسی سے پہلے سراج الدولہ سے ہونے والے معاہدے سے لے کر آج تک کے تمام معاہدات کی پوری تاریخ آپ کے سامنے رہنی چاہیے کہ ہر معاہدے کے پیچھے مسئلہ حل کرنا نہیں، بلکہ مسئلہ پیدا کرنا رہا ہے۔"[iii]

اس کی اساسیات بھی ایک معاہدے سے جڑی ہوئی ہیں۔ بر عظیم پاک و ہند میں ایک معاہدے کے تحت دو ملک وجود میں آئے ہیں۔ اس معاہدے کے نتیجے میں دونوں ملکوں میں جھگڑے نمٹنے چاہئیں تھے یا جھگڑے پیدا ہونے چاہئیں تھے؟ اگر ایک معاہدے کے نتیجے میں کوئی جھگڑا پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے ایک پوری نسل اذیت، تکلیف، غلامی اور پستی کی حالت میں ہو تو اس معاہدے کی عقلی طور پر کیا وقعت ہے؟ انسانی حقوق اور دین و شریعت کے اعتبار سے کیا حیثیت ہے؟ دین اسلام کی تعلیمات کے حوالے سے کیا اہمیت ہے؟ معاہدے کا مطلب تو جھگڑے نمٹانا ہے۔ اگر معاہدے کے نتیجے میں جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معاہدہ نہیں ہے، وہ انسانیت سے دھوکا اور فراڈ ہے۔ دین سے اور انسانیت سے غداری ہے۔ دین میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کا سبب ہے۔

انسانی بنیادوں پر معاہدات کا تجزیہ

حضرت آزاد رائے پوریؒ نے مزید فرمایا:

"قرآن حکیم اس بات پر بار بار زور دیتا ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی کرنا، معاہدات کے اندر جھگڑے پیدا کرنے کے حوالے سے شقیں اور شرائط رکھنا، دراصل معاہدے کے وجود کا انکار ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر معاہدہ جس میں اس کی روح کے خلاف کوئی بھی شرط لگائی گئی ہو تو وہ باطل اور غلط ہے۔ معاہدے کی اصل روح انسانیت ہے۔ اگر کسی معاہدے کے سبب سے انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہے، انسانیت کو نقصان ہو رہا ہے، انسانیت بھیڑیوں کے حوالے ہو رہی ہے، انسانیت پر ظلم ہو رہا ہے تو اس معاہدے میں کتنی ہی شقیں رکھ لی جائیں، وہ تمام شقیں باطل اور غلط ہیں۔"[iv]

ہمارے فقہا اور علما خرید و فروخت کے لین دین میں تو اس قانون اور شریعت کے اس حکم کو لاگو کرتے ہیں، لیکن سیاسی معاہدات میں، سماجی معاہدات میں، قومی اور بین الاقوامی معاہدات میں یہ شرط کیوں عائد نہیں کی جاتی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اس بر عظیم پاک و ہند میں سیاسی شعور مسخ کر دیا گیا۔ مسجد میں لکھ کر لگا دیا گیا کہ سیاست پر باتیں کرنا ممنوع ہے۔ سیاست پر گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ حکمرانوں کا کام ہے کہ وہ سیاست پر بات کریں، جیسے چاہیں اُلٹے سیدھے معاہدے طے کریں، معاملات طے کریں۔ نہیں! عوام کا بھی حق ہے کہ وہ معاہدات پر گفتگو کریں۔

کیا نبی ﷺ سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی طاقت ہے؟ آپ ﷺ صلح حدیبیہ میں ایک معاہدہ کرتے ہیں تو حضرت عمر فاروقؓ اس معاہدے پر سوالات اُٹھاتے ہیں۔ حال آں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے ایک فیصلہ کر لیا، لیکن اللہ نے کہا کہ جب آیاتِ رب پڑھ کر بھی سنائی جائیں تو اللہ کے بندے وہ ہیں، جو اس پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گر پڑتے، سمجھتے ہیں، عمر فاروقؓ سمجھنا چاہتے ہیں کہ بھئی! یہ معاہدہ کیوں کیا آپ نے؟ کیوں ہم یہ ذلت کی صلح قبول کریں؟ اس معاہدے پر سوال ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سمجھایا،

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

حضرت ابو بکرؓ نے سمجھایا تو تب جا کر انھیں بات سمجھ میں آئی۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں صاف طور پر فرمایا کہ ہمارے مالیاتی معاملات اور ہمارے انتظامی اختیارات پر تم عوام کو سوال کرنے کا حق ہے۔ تم مجھ سے پوچھو کہ میں نے مالیاتی معاملات اور معاہدات کیسے سرانجام دیے؟

معاہدت کی عملی صورت کی ایک طویل فہرست سیرت النبی ﷺ ہماری رہنمائی کرتی ہے جس ایک تجرباتی و تحقیقی مثال جو اظہر من الشمس ہیں۔ درج ذیل ہیں:

عہد نبی ﷺ کا معاہدہ (میثاق مدینہ)

حضرت محمد ﷺ نے مدینہ ہجرت کے بعد یہاں کی آبادی (خصوصاً یہود) کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ پہلا بین الاقوامی تحریری معاہدہ ہے۔ بعض مورخین میگنا کارٹا کو پہلا بین الاقوامی معاہدہ قرار دیتے ہیں حالانکہ میثاق مدینہ 622ء میں ہوا جبکہ میگنا کارٹا 600 سالوں بعد 1215ء میں انگلستان کے شاہ جان اول کے زمانے میں ہوا۔

میثاق مدینہ میں 53 دفعات شامل تھیں۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے یہود سے اپنی قیادت تسلیم کرائی جو صدیوں سے مدینہ کی قیادت کرتے چلے آرہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ میں تین یہودی قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ تھے۔[v]

عہد فاروقی کے معاہدات

عہد فاروقی کے معاہدات اور عصر حاضر

تاریخ عالم میں بہت کم شخصیات ایسی ملتی ہیں جن کی ذات میں اس قدر صلاحیتیں اور خوبیاں ایک ساتھ ہوں کہ ایک طرف فتوحات اور نظام حکومت میں مساوات، عدل و انصاف، مذہبی رواداری اپنی انتہاء پر ہو اور دوسری طرف روحانیت، زہد و ورع، تقویٰ اور بصیرت بھی اپنے پورے کمال پر نظر آئے۔ تاریخ میں اس حوالے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ عدل و انصاف کی بات ہو تو اپنے عملی کردار کی وجہ سے منفرد و ممتاز نظر آتے ہیں۔ اپنے، پرائے، کمزور و طاقتور میں فرق نہیں کرتے یہاں تک کہ اپنے متعین کردہ گورنر اور اپنے بیٹے کے لئے بھی انصاف کا مظاہرہ اسی طرح کرتے ہیں جس طرح کسی عام آدمی پر عدل و انصاف کا اطلاق کرتے۔ یہی وہ صفات ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات کے پس پردہ کارفرما نظر آتی ہیں۔

عصر حاضر میں ایسی جرات اور خلوص کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک و ملت کی بھاگ دوڑ سنبھالے تو ثمرات عدل و انصاف کی صورت میں چار دوانگ عالم میں عام کئے آج بھی ممکن ہے۔

اسلام کی اشاعت

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں بے شمار صلاحیتیں، سیاسی و انتظامی بصیرت اور عدالت و صداقت ودیعت کر رکھی تھیں، اسی بناء پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عمر کی زبان اور قلب کو اللہ تعالیٰ نے صداقت کا مصدر بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود سے اسلام کی شان و عظمت کو قیصر و کسریٰ کے ایوانوں تک پہنچا دیا۔ اس زمانے میں جب لکھنے پڑھنے کی طرف مطلق توجہ نہیں دی جاتی تھی اور بعثت نبوی ﷺ کے وقت مکہ میں صرف 17 لوگ ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے، ان میں ایک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔[xxv]

ایسی شخصیات کی زندگیاں جو زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتی ہے اور حتمی کامیابی کی نوید سناتی ہے تو اولین مقصد جو ہر مسلمان کی زندگی کا مشترکہ ہے اس کو پورا کرنے کیلئے ایسی شخصیات ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ جو ہر لمحہ انسان کو قوت و طاقت کے ساتھ ساتھ روحانی لذت و سکون بھی مہیا کرتی ہے۔ کیونکہ انسان جب اپنے مقصد کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو اسکو سکون کی دولت ملتی ہے جس سے روحانی قوتیں اسے ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رکھتی ہے اور وہ ہر کام حکم الٰہی کے ماتحت گزارنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ جس سے وہ شخص چلتا پھرتا دین کی اشاعت کا پیکر بن جاتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

عدل وانصاف کا فروغ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیکر عدل وانصاف ہونا آپ کو بڑے بڑے حکمرانوں سے ممتاز و مبین کرتا ہے۔ اسی عدل وانصاف کی وجہ سے ساڑھے 22 لاکھ مربع میل سے زائد علاقہ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اپنے تمام تر تقاضوں کے ساتھ موجود رہی اور رعایا نے آپ کے تمام احکامات کو دل و جان سے قبول کیا۔ آپ عدل وانصاف کا اطلاق بلاامتیاز اور بلا جھجک یکساں طور پر ہر ایک پر کرتے خواہ آپ کا اپنا بیٹا ابو شحمہ یا قدامۃ بن مظعون ہی کیوں نہ ہوں۔ جب انہوں نے جرم کا ارتکاب کیا تو آپ نے خود انہیں 80 کوڑے مارے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عدالت کا محکمہ باقاعدہ قائم ہوا۔ حکومتی نظام کو احسن طریقے سے چلانے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدالتی امور کو حکومتی امور سے الگ کر دیا۔ ججز کی تقرریاں میرٹ پر کرنے اور تمام فیصلے آزادانہ حیثیت میں قرآن وحدیث کے مطابق کرنے کے باقاعدہ احکامات جاری فرمائے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مقرر کردہ گورنرز، والیوں اور ججز پر سخت گرفت فرماتے۔ ان کی کارکردگی کے جائزہ کے لئے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کر رکھا تھا۔ جہاں کہیں سے شکایت ملتی یا کہیں بے انصافی کا گمان ہوتا فوراً گرفت فرماتے۔ سیف اللہ حضرت خالد بن ولید، فاتح قادسیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کبار صحابہ کو معزول کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔[xxvi]

گورنروں کی تقرری کرتے وقت ان سے حلف لیتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا، باریک کپڑے نہ پہننا، چھنا ہوا آٹا نہ کھانا، دروازے پر دربان نہ رکھنا، حاجت مندوں کے لئے ہر وقت دروازے کھلے رکھنا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ صوبوں کے تمام گورنروں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقام پر اکٹھا کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سلمان فارسی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت عثمان بن عاص، یعلیٰ بن امیہ، نعمان، عمرو بن سعید، مثنیٰ بن حارثہ، عتاب بن اسید رضی اللہ عنہم جیسے متقی، پرہیزگار اور خوف خدا رکھنے والے تمام گورنرز سامنے موجود تھے۔ انہیں اس طرح مخاطب ہو کر نصیحت فرمائی:

"خبردار! میں نے تمہیں امیر اور سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں۔ عوام کے حقوق ادا کرو اور ان پر بے جا سختی نہ کرو کہ وہ ذلت محسوس کرنے لگیں اور نہ بلاوجہ نرمی کرو کہ وہ غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ اپنے دروازے ان پر بند نہ کرنا کہ طاقتور کمزور کو ستانے لگیں اور نہ ہی ان سے کسی بات میں اپنے آپ کو برتر سمجھو کیونکہ یہ ظلم کے مترادف ہے۔"[xxvii]

ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی مصر کے بیٹے محمد بن عمرو نے ایک مصری کو کوڑے مارے اور کہا کہ میں بڑوں کی اولاد ہوں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مصری بدوی کو قید کر دیا کہ کہیں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکایت نہ کر دے۔ ایک عرصہ کے بعد جب مصری قید سے رہا ہوا تو مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے محمد بن عمرو کو مدینہ بلوا بھیجا۔ جب دونوں مدینہ پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مظلوم مصری کو بلوایا اور اس کے ہاتھ میں کوڑا دے کر فرمایا کہ اسے پکڑو اور بڑوں کی اولاد سے اپنا بدلہ لو۔ مصری نے کوڑا لیا اور بدلہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کوڑے مار رہا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر کوڑے پر کہتے کہ بڑے کی اولاد کو مارو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مصری کو فرمایا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مارو کیونکہ بیٹا تجھے ہرگز نہ مارتا اگر اسے باپ کے اقتدار کا گھمنڈ نہ ہوتا۔ اس نے کہا! یا امیر المومنین جس نے مجھے مارا تھا میں نے اس سے بدلہ لے لیا، اب میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں مارتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

قسم! اگر تو ان کو بھی مارتا تو ہم تمہیں نہ روکتے۔ پھر عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غضبناک لہجے میں فرمایا: اے عمرو! تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنانا شروع کر دیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے۔[xxviii]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف کے پیچھے کارفرما روح صرف اور صرف خوف الٰہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حساب سے ڈرنے والے تھے۔ خود احتسابی اور معاملہ فہمی میں بہت محتاط تھے۔ ایک بار دو آدمیوں کی لڑائی کا معاملہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: اے اللہ! ان کے معاملے میں مجھے فہم عطا فرما کیونکہ یہ دونوں مجھ سے عدل کی امید لے کر آئے ہیں۔[xxix]

عدل و انصاف کا فروغ انسان کو معاشرتی و معاشی سکون کے ساتھ ساتھ روحانی سکون بھی باہم پہنچاتا ہے اس لئے کہ عدل و انصاف کے بغیر یہ ممکن نہیں۔

غسان کے حکمران

"جبلہ بن الایہم" کا واقعہ عدل فاروقی کی عظیم مثال ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک آقا و غلام، بادشاہ و گدا میں فرق نہ تھا۔ جبلہ بن الایہم نے دوران طواف ایک بدو کو تھپڑ مارا۔ وہ امیر المومنین سے انصاف طلب کرنے پہنچ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جبلہ بن الایہم کو پکڑ کر بدو کے حوالے کیا جائے اور وہ اس کے منہ پر اسی طرح تھپڑ مارے جس طرح اس نے اسے مارا ہے۔ گویا کسی حکمران یا رئیس کی طاقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصاف میں رکاوٹ نہ بنتی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب دو شخص میرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہیں تو میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ حق پر کون ہے۔ اپنے بیگانے سب انصاف کی عدالت میں میرے نزدیک برابر ہوتے ہیں۔ آپ اپنے عمال اور ان کے متعلقین کی سخت نگرانی کرتے اور انہیں حاکم و محکوم، محتاج و غنی، امیر و غریب اور چھوٹے بڑے کے ساتھ یکساں انصاف کرنے کی تلقین فرماتے۔

حاکم کی ذمہ داری محکوم سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عوام میں اس وقت تک ٹیڑھا پن پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ ان کے پیشوا اور راہنما سیدھے رہتے ہیں اور یہ کہ جب تک راعی اللہ کی راہ پر رہتا ہے، رعایا اس کے پیچھے چلتی رہتی ہے، جب وہ پاؤں پھیلا دیتا ہے تو رعایا اس سے پہلے پاؤں پھیلا دیتی ہے۔[xxx]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریاستی امور کے ذمہ داران کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے:

"سب کو ایک نظر سے دیکھو۔ قریب و بعید میں کوئی امتیاز نہ رکھو! اگر تم نے رشوت لی، حکومت میں ذاتی غرض شامل کی یا غصے میں لوگوں کو ستایا تو اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی۔ حق اگر دن کی روشنی میں بھی قائم کرنا پڑے تو اسے قائم کرو۔"[xxxi]

رعایا کی خبر گیری کے اقدامات

رعایا کی خبر گیری کے لئے رات کو گشت کرتے۔ ایک شب گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے بچے کے رونے کی آواز آئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کی ماں سے کہا کہ بچے کو چپ کرائے اور کھانے پینے کے لئے کچھ دے۔ بچے کی ماں نے کہا کہ بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں، اس لئے وہ رو رہا ہے کیونکہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری کیا ہوا ہے کہ جب تک بچہ دودھ پیتا ہے اس کا وظیفہ نہیں لگ سکتا، میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں تاکہ وظیفہ لگ سکے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت افسردہ ہوئے اور فرمایا کہ ہائے افسوس عمر نے کتنے بچوں کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ واپس جا کر اعلان کروا دیا کہ جس دن سے بچہ پیدا ہوگا، اسی دن سے وظیفہ جاری ہوگا۔

ایک بار مدینہ میں گشت کر رہے تھے کہ بچوں کے رونے کی آواز سنی۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ گھر میں فاقے ہیں اور تین دن سے بچے بھوکے ہیں اور ماں ان کو بہلانے کے لئے خالی ہانڈی میں چمچ پھیر رہی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس آئے، بیت المال سے آٹا، گھی، گوشت اور کھجوریں لیں اور اپنی پیٹھ پر اٹھا کر خود ان کے گھر پہنچے اور عورت سے کہا کہ کھانا پکا کر بچوں کو کھلاؤ۔ جب تک بچوں نے کھانا نہ کھالیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں بیٹھے رہے۔ عورت اس حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئی اور کہا کہ امیر المومنین ہونے کے مستحق آپ ہیں نہ کہ عمر۔

ایک بار ملک شام کے سفر پر تھے۔ ایک خیمہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکے اور ایک بڑھیا سے اس کا حال پوچھا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بڑھیا نے کہا مجھے اس کے ہاں سے آج تک کچھ نہیں ملا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ اتنی دور ویرانے میں رہتی ہیں، عمر کو آپ کے حال کا کیا علم؟ بڑھیا نے جواب دیا اگر ہم جیسے لوگوں کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کر رہا ہے۔ یہ سب سن کر آپ رو پڑے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رعایا کی تکلیف پر بہت پریشان ہو جاتے۔ 18 ہجری میں جب عرب میں قحط پڑا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت، مچھلی اور تمام لذائذ اپنے لئے ترک کر دیئے۔ بیت المال کا تمام مال متاثرین میں تقسیم کر دیا اور بار بار بطور انکساری کہتے کہ ایسا میری شامت اعمال کی وجہ سے ہے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صوبہ جات کے تمام گورنرز کو لکھا کہ غلہ، کھانے پینے کی اشیاء اور لباس بھیجیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام سے ایک ہزار اونٹ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر سے 20 جہاز غلہ بھیجا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط زدہ لوگوں کی فہرست بنائی اور تمام متاثرین میں تقسیم کیا اور جب تک وہ اس مصیبت سے نہ نکلے ان کی مدد جاری رکھی۔[xxxii]

خلاصہ تحقیق

اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا انسان کو معاشرتی، معاشی اور مذہبی اعتبار سے مکمل رہنمائی مہیا کرتی ہے اس لئے آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے من جملہ افعال انسان کو انسانیت کا درس دیتا ہے۔ اور آپ کی زندگی کے معاملات و معاہدات کو زیر بحث لا کر انسان کو اس کی معراج کا سبق یاد کروایا گیا ہے کہ انسان جو اپنی معراج کے راستے سے غافل ہونے کی وجہ سے وہ اپنی منزل سے بھی دور ہو چکا تھا۔ آپ کی حیات وہ بھولا ہوا راستہ انسان کو یاد کروانے اور اپنی منزل کو پانے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

آپ کے فیصلے، فتوحات، عدل وانصاف اور من جملہ احکامات انسان کو ہر مسئلے کا حل مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے اپنے اسلاف کی زندگیوں اور تعلیمات سے خود کو روشناس ہونا مسائل سے دوری کا سبب ہے۔

نتائج وسفارشات

1۔ مسلمان قوم ایک مکمل ضابطہ حیات کے تحت زندگی گزارتی ہے اس بات کو غیر مسلموں پر اپنے قول و عمل سے واضح کرنا چاہیے کہ مسلمانوں میں مذہبی رواداری ہے۔

2۔ موجودہ دور میں مختلف مذاہب کے افراد کے مابین مکالمہ "بین المذاہب" کو فروغ دیا جائے۔

3۔ اسلام کی بنیادی اقدار کو خصوصا جن کا تعلق معاشرتی، معاشی، اعتقادی، سماجی، مذہبی، اور سفارتی نوعیت کا ہو اور غیر مسلم اقوام کے متعلق ہونے والے تحقیقی کام کو منصۂ شہود پر لایا جائے۔

4۔ مسلم و غیر مسلم افراد کے مابین تعلقات میں بہتری کے لیے مختلف گوشوں کو نمایاں کرنے کے لئے کانفرنسز اور سیمینارز منعقد کروائے جائیں۔

5۔ پاکستان میں مسلمانوں کی مذہبی سماجی اور سیاسی کوششوں پر مقالات و تحریرات کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ غیر مسلم اقوام کو مسلم امہ کے بارے میں در پیش خدشات ہے، ان کو ختم کیا جائے۔

6۔ برصغیر کے مسلم دور حکومت جو کم و بیش ہزار سال پر محیط تھی جس میں مذہبی رواداری کو بطور مضمون بی اے اور ایم اے کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[i] مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، الموقف فی الفقہ الاسلامی، تالیف: امام عبید اللہ سندھیؒ، س ن۔ ص، 320، مکتبہ رحیمیہ، لاہور

[ii] الاحزاب،15:33

[iii] مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، الموقف فی الفقہ الاسلامی، تالیف: امام عبیداللہ سندھیؒ، ص،320

[iv] مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، الموقف فی الفقہ الاسلامی، تالیف: امام عبیداللہ سندھیؒ، ص،322

[v] سنن ابي داود، الإمام، أبوداود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، 323:2) 202 ه-817 - م : 275 ه-888 - م)۔ داراحیائے السنۃ النبویہ۔ بیروت

[vi] العقد الفرید، ابن عبدربہ، احمد بن محمد، القاہرۃ، مطبۃ التالیف والنشر والترجم 1940، باب فضائل عرب، 313:25

[vii] ایضا، 315:25

[viii] تاریخ طبری، ۵۱۲

[ix] کتاب الاموال، ابوعبید، القاسم بن سلام، ص:78

[x] الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، مطبوعہ دہلی، س ن، ص:360

[xi] کتاب الخراج، ص:21

[xii] مقریزی، میں تقی الدین احمد بن علی، الخطط المقریزیہ، القاہرہ، ھ1330، 730

[xiii] کتاب الخراج، ص:28

[xiv] یضا

[xv] کتاب الخراج، ص:76

[xvi] مقریزی، ص:469

[xvii] ازالۃ الخفاء، ص:203

[xviii] الفاروق، شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن، ص288

[xix] تاریخ طبری، 159:4

[xx] تاریخ طبری، 235:2

[xxi] تاریخ طبری 255:2

[xxii] ایضا

[xxiii] فتوح البلدان، ص:121

[xxiv] تاریخ طبری، 90:2

[xxv] فتوح البلدان، 312:2

[xxvi] تاريخ ابن خلدون، 1: 388

[xxvii] تاريخ ابن خلدون، 1: 386

[xxviii] كنز العمال، 6: 355

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

[xxix]سیدنا فاروق اعظم، محمد حسین ہیقل،ص: 602
[xxx] سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محمد حسین ہیقل، ص:604
[xxxi]ایضا
[xxxii] تاریخ یعقوبی، 3: 177